اسی کو قرآن مجید نے پیش کیا ہے۔

اس کے علاوہ خود اس جملہ میں ایک بڑا روادارانہ پہلو یہ ہے کہ حقیقتاً قرآنی اصول سے ''شرک'' کوئی دین نہیں ہے۔ یہ ''بے دینی'' کی ایک شکل ہے لیکن مقامِ تخاطب میں وہی فریق مقابل کو اپنی سطح کے برابر رکھنے کی بنا پر مشرکین سے تخاطب میں ان کے کیش کو بھی جو ان کے خیال میں ایک ''دین'' کی حیثیت رکھتا ہے۔ مثل اپنے دین کے جو حقیقتاً دین ہے، دین ہی کی لفظ سے تعبیر کر دیا ہے جو بلند ترین رواداری کی مثال ہے۔

(سلسلۂ اشاعت امامیہ مشن، لکھنؤ نمبر ۲۰۸ / نومبر ۱۹۷۶ء)

مدح امام جعفر صادقؑ

ندیؔ الہندی

پھر ہو رہی ہے صادقؑ آل نبیؐ کی بات — عالم میں عام ہوگئی ہے روشنی کی بات

آلِ نبیؐ کی بات میں ہے زندگی کی بات — اور اُن کو بھول جاؤ تو ہے موت ہی کی بات

یہ ہے خودی کی بات کہ مدحِ امام کر — غیروں کا تذکرہ ہے فقط بے خودی کی بات

میں ہوں اسیرِ الفتِ اولادِ مصطفیٰؐ — آزادی جس کو کہتے ہو وہ ہے کبھی کی بات

مسئول اب سوال پہ ناراض ہوتے ہیں — ڈرتے ہیں بڑھ نہ جائے کہیں آگہی کی بات

مولاؑئے کائنات ہیں وہ، اتنا ہے سبب — چھائی ہے کُل زمانے پہ مولا علیؑ کی بات

باقرؑ کے گھر سے لپٹی ہیں روشن ضمیریاں — جس کو بھی دیکھو کرتا ہے تقدیر ہی کی بات

جعفرؑ نے لو علوم کے دریا بہا دیئے — سچ میں اسی کو کہتے ہیں دریا دلی کی بات

بیمارِ عشقِ آلِ نبیؐ بن کے مر ندیؔ — اس میں چھپی ہوئی ہے تری زندگی کی بات

مدح ابوطالبؑ

حسان الہند مولانا سید کامل حسین نقوی کاملؔ جائسی

ہے تربیتِ مرسلؐ امکانِ ابوطالبؑ — اللہ یہ ہے فیضِ دامانِ ابوطالبؑ

اسلام تو کیا شے ہے ایماں میں جو شک ہوتا — قدرت نہ کبھی لیتی احسانِ ابوطالبؑ

وہ مہرِ رسالتؐ ہو یا ماہِ امامت ہو — اک روحِ ابوطالبؑ اک جانِ ابوطالبؑ

دو عصمتیں بستی ہیں اک پھول سے دامن میں — اللہ رے خوشبوئے دامانِ ابوطالبؑ

کچھ قومِ عرب ہی کا اعزاز نہ یہ گھر تھا — سردارِ جناں ٹھہرے شبانِ ابوطالبؑ

بیٹے کی جو سرداری عالم پہ مسلم ہے — فرمانِ رسالتؐ ہے فرمانِ ابوطالبؑ